© rasailojaraid.com

سے مولانا کی وسعتِ ظرف اور رواداری کا بھی پتا چلتا ہے۔ تصوّرِ شیخ کے عنوان سے جو تحریر ہے (ص ۱۶۲) اس سے ایسی بہت سی غلط فہمیوں کی تردید ہو جاتی ہے جو تصوّرِ شیخ کے عام نظریہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

کتاب کے آخر میں مولانا محمد یعقوب صاحب کے شعری اور ادبی ذوق کا ایک اچھا جائزہ لیا گیا ہے۔ مولانا اردو، عربی اور فارسی میں اعلیٰ درجہ کے شعر کہتے تھے۔ اُردو اور فارسی میں گمنام تخلص کرتے تھے۔ مشتے نمونہ از خروارہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ شاعرانہ تعلّی، تغزل، غنائیت اور اسلامی نقطۂ نظر کو کس خوبی سے یکجا کیا ہے۔ ایک غزل کا مقطع ہے:

هم نے گمنامؔ وہاں پاؤں جمائے اپنے ۔۔۔ پا فرشتے کا بھی جس جا پہ پھسلتا دیکھا

ایک مثنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ جذبۂ بے اختیار شوق اور بیتابیِ عشق کا مضمون باندھا ہے:

کس کی حسرت کروں رہا کیا ہے ۔۔۔ غم کروں کا ہے کا گیا کیا ہے
پھر وہی اضطرابِ دل کا ہے زور ۔۔۔ ایک سینے میں پھر مچا ہے شور
چشم جاری جو کر دے چشمۂ خوں ۔۔۔ مصرعِ عشق خوب ہو موزوں

شعر و شاعری کے ضمن میں خاصے کی چیز مجاہد تھانہ بھون حافظ ضامن صاحب تھانوی شہید کا سراپا بھی ہے۔ اس کے علاوہ ایک نعتیہ قصیدہ (اُردو)، چند فارسی نعتیں اور غزلیں، اور ایک عربی قصیدہ سلطان عبدالحمید خان کی مدح میں بھی دیکھنے کی چیزیں ہیں۔

کتاب کا معیارِ طباعت اچھا ہے، کاغذ بھی عمدہ اور سفید ہے۔ قیمت بھی آج کل کے نرخ کے حساب سے مناسب ہی معلوم ہوتی ہے۔

(محمود احمد غازی)

تعمیرِ ملت

مصنف : خواجہ عبدالحکیم انصاری

ناشر: قاسم سنز، انار کلی، لاہور۔ کتابت: معیاری۔ طباعت: آفسیٹ۔ کاغذ: سفید۔ صفحات: ۴۸۳۔ مجلد۔ اشاعت: ۱۹۷۴ء۔ قیمت: پندرہ روپے (خاص ایڈیشن: بیس روپے)

زیرِ تبصرہ کتاب کا موضوع مندرجہ ذیل سوال ہے:

"جب ہمارا دین مکمل، ہمارا نبیؐ برحق اور ہمارا قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے تو پھر ملتِ اسلامیہ کے زوال کی وجہ کیا ہے؟"

یورپی سامراج کے زمانے سے یہ سوال بار بار مسلمان مفکرین کے ذہنوں میں اُٹھتا رہا ہے اور شکیب ارسلان، جمال الدین افغانی، جرمانوس اور دوسرے کئی دانش وروں نے اس کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب تک مسلمان علاقے یورپی تسلط سے آزاد نہیں ہوئے تھے مفکرین کی زیادہ تر توجہ اس سوال کے سیاسی پہلو کی طرف رہی لیکن آج جب کہ عالمِ اسلام آزاد ہے یہ سوال مختلف انداز سے ہمارے ذہنوں میں اُبھر رہا ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن ہدف کا تعین نہ ہونے کی وجہ سے نہ ان کے جواب تسلی بخش ہیں اور نہ ہی ان کے تجزیوں سے ملتِ اسلامیہ کو اپنے زوال کے اسباب دُور کر کے ترقی کی راہوں پر گامزن ہونے میں مدد ملی ہے۔

عام طور پر اس سوال کے تجزیوں میں "عروج و زوال" سے مراد "سیاسی" عروج و زوال لیا جاتا رہا ہے اور اس کا جواب مبہم اور مجمل انداز سے یہی دیا جاتا رہا ہے کہ "ہمارے زوال کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیم پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے"۔

زیرِ نظر کتاب میں خواجہ عبدالحکیم صاحب نے ہمارے تجزیوں کی کمزوریوں کو پکڑا ہے اور اس طرح ایک مفید تر تجزیہ پیش کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

خواجہ صاحب نے اپنے تجزیے میں اخلاقی تنزّل کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ ان کا کہنا ہے:

"پاکستان بننے کے بعد یہاں کے باشندوں میں نماز کا چرچا بہت زیادہ ہو گیا ہے...... مساجد بھی عام طور پر ہر جگہ نمازیوں سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں........ روزوں کی پابندی اور رمضان کی رونق بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں اور حج کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے...... لیکن جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں ہمارے پاکستانی بھائیوں نے بالکل ترقی نہیں کی بلکہ اُلٹا تنزّل ہوا ہے...."

دیباچے میں اس بنیادی نکتے کی نشاندہی کرنے کے بعد مصنف اس مسئلے کا باقاعدہ تجزیہ شروع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے ہیں۔ اس تجزیئے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں انہوں نے قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کے عروج کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے ان میں سے پانچ بنیادی اصول اخذ کئے ہیں جن پر عمل سے عروج حاصل ہوا۔ یہ اصول تھے ایمان، اتحاد، رابطہ، اطاعت اور عمل۔ دوسرے حصے میں اسباب زوال سے بحث کی ہے۔ زوال کا داخلی سبب تو ان پانچ اصولوں سے انحراف تھا۔ اس کے علاوہ خارجی اسباب بھی رہے ہیں جن میں اکثر وہ عوامل ہیں جو تاریخ اسلام کے مختلف مراحل پر اُبھرے۔ ان میں شہادتِ عثمانؓ سے لے کر یورپی استعمار تک دس وجوہات کی نشاندہی کی ہے۔

تیسرے حصے میں مصنف نے اس ابہام پسندی کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے جب یہ کہہ کر بات کو مبہم چھوڑ دیا جاتا ہے کہ زوال کا سبب قرآنی تعلیمات پر عمل نہ کرنا ہے۔ مصنف نے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے قرآنی تعلیمات کی قدرے تفصیلی تعبیر پیش کی ہے جس سے اجتماعیت کے وہ قرآنی اصول واضح ہوتے ہیں جن سے مسلمانوں کا عروج و زوال وابستہ ہے۔ اسی ضمن میں اسلامی عقائد، عبادات اور معاملات کے ساتھ اخلاق و آداب کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو آسان اور قابلِ فہم پیرائے میں پیش کیا ہے۔ اس حصے کی خوبی یہ ہے کہ تصوف کو مشاہداتی علم کی حیثیت سے پیش کر کے تصوف کو ماورائیت اور بے معنویت کے ابہام سے پاک کر دیا ہے۔ اس ضمن میں مبدأ و معاد اور تقدیر کے مسائل کو بھی عقلی انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

کتاب کی زبان نہایت آسان اور سلیس ہے۔ مباحث جلدی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں ان تمام مباحث کا خلاصہ بھی دے دیا گیا ہے۔

اس قابلِ قدر کتاب کی ایک بات کھٹکتی ہے۔ زوال کے اسباب و عوامل کے اس تفصیلی تجزیے کے بعد جب علاج کی باری آئی تو اُسے صرف دو صفحے میں ختم کر دیا گیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ بہت جلدی میں کہا گیا ہے اور اس میں اتنی چھان پھٹک نہیں کی گئی جتنی کتاب کے باقی حصوں میں کی گئی ہے۔ تاہم کتاب بے حد مفید ہے اور اس قابل ہے کہ ہر گھر اور ہر لائبریری میں موجود ہو، ہر ایک کے مطالعہ سے گزرے اور ہر ایک کے غور و فکر کا موضوع بنے۔

(محمد خالد مسعود)